

# کندن لال سہگل

شہرت چند چڑجی کے ناول پر مبنی اور پریمائٹر آترتھی کی ہدایت میں پہلی فلم ”دنیا پاونا“ بنگالی زبان میں بنی تھی۔ بی۔ این۔ سرکار نے دوسری فلم ہندوستانی زبان میں بنانے کا فیصلہ کیا تو اس کے لیے اے۔ این۔ شور نے محبت کے آنسو کے عنوان سے کہانی لکھی جس میں دو محبت کرنے والے ماں باپ کے پرانے خیالوں کے باعث مل نہیں پاتے۔ مکالمے نیو تھیٹرز کے جنرل منیجر آئی۔ اے۔ حافظ جی نے لکھے۔ ہدایت کاری کا مشکل کام پھر پریمائٹر



آترتھی کو ہی سونپا گیا جو اس وقت نیو تھیٹرز کے واحد ہدایت کار تھے۔ آر۔ پی۔ بورال نے موسیقی کی ذمہ داری سنبھالی۔ مرد کے مرکزی کردار کو چھوڑ کر دوسرے اداکاروں کا انتخاب بھی ہو گیا تھا مگر جب دولہا ہی غائب ہو تو بارات کیسے چڑھے یعنی ہیرو کے رول کے لیے کوئی مناسب معنی اداکار نہیں مل رہا تھا جو تھے وہ ہندوستانی زبان میں نہیں گا سکتے تھے۔ اسی لیے فلم کی شوٹنگ شروع نہیں ہو پا رہی تھی۔ ان سے ملیے: یہ کے۔ ایل۔ سہگل ہیں۔ نین بوس نے سہگل کا تعارف آترتھی

سے کرایا تو سہگل نے ہاتھ جوڑ کر انھیں نمسکار کیا۔ آترتھی صاحب نے بھی جواب میں نمسکار کیا۔ مگر ان کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے اور آنکھوں میں ایک سوالیہ نشان۔ سہگل صاحب ان کی طرف دیکھ رہے تھے اور ان کے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ نین بوس نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”آپ کی فلم کے ہیرو سرکار صاحب نے کچھ دیر پہلے ہی ان کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔“

”ہیرو“ اور میری فلم کے آترتھی کی آنکھوں پر سوالیہ نشان مزید بڑا اور گہرا ہو گیا۔ ”ہاں یہ بہت اچھا گاتے

ہیں۔“ سرکار صاحب نے ان کا گانا سنا۔ بورال دانے بھی سنا ہے۔ وہ ان کے گانے سے بہت مطمئن ہیں۔ نتین بوس نے پرجوش انداز میں کہا۔

پرمیائلر کے ماتھے کی شکنیں گہری ہو گئیں۔ انھوں نے ترچھی نظروں سے نتین بوس کی طرف دیکھا۔ ”گانا تو ٹھیک ہے مگر ایکٹنگ؟ اس کا کیا ہوگا؟“

”ایکٹنگ بھی یہ کر لیں گے اچھا کریں گے، ایک بار دیکھیے تو سہی۔“  
 ”یہ ناممکن ہے“ آرتھی نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ پھر سہگل کی طرف گھورتے ہوئے بولے۔ ”اس لمبے سوکھے بدن کے ساتھ کیا خاک ایکٹنگ کریں گے۔ دیکھنے سے لگتا ہے جیسے بانس پر کپڑے لٹکا دیے گئے ہوں۔ نہ صورت، نہ صحت۔“

پھر کچھ پل کی خاموشی کے بعد اپنا فیصلہ سناتے ہوئے بولے۔ ”نہیں یہ میری فلم کے ہیرو نہیں ہو سکتے۔“  
 نتین بوس یہ سن کر سکتے میں آ گئے۔ کیا جواب دیں آرتھی کی بات کا؟ ادھر سہگل کی حالت خراب تھی۔ ان کا ایک ایک لفظ ان کے دماغ پر تھوڑے کی طرح برس رہا تھا۔ پہلے وہ یہ سوچ کر خوش تھے کہ انھیں اپنی منزل مل گئی، لیکن اب لگا کہ جسے وہ اپنی منزل سمجھ رہے تھے وہ محض ایک چھلاوا تھا۔

”موسیقی تو ایک مسلسل ہنر ہے بیٹے۔“ ان کے کانوں میں اچانک جموں کے پیر بابا کی آواز گونجنے لگی۔ ”اس میں منزل نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔“ اگر کچھ ہوتا ہے تو بس ریاض اور ذکر جس کا کوئی خاتمہ نہیں۔ آخر دم تک اسے نبھانا پڑتا ہے۔ اگر تم یہ کر سکتے تو تمھاری روح کو سکون ملے گا۔“

سلمان پیر کی یہ بات یاد آتے ہی سہگل کو سچ مچ بہت سکون ملا۔ ان کی خود اعتمادی جو ذرا دیر پہلے ان کا ساتھ چھوڑ چکی تھی پھر سے لوٹ آئی اور آرتھی صاحب کی بات کا جواب اس بار نتین بوس نے نہیں بلکہ خود انھیں نے دیا۔  
 ”ایسا کیوں کہتے ہیں دادا! آپ تو پارس ہیں، لوہے کو چھو لے تو سونا بن جائے۔ پھر میں آپ کی فلم کا ہیرو کیوں نہیں بن سکتا؟ آپ ہی بتائیے۔ میرے سر پر آپ کا ہاتھ ہوگا تو میں آسمان کو زمین پر اتار لاؤں گا۔“

اپنی بات کہتے ہوئے سہگل کے چہرے پر جو چمک تھی اس نے پریمائنگر آرتھی کے دل کو چھو لیا۔ پھر بھی انھوں نے آہستگی سے کہا۔ ”ٹھیک ہے دیکھتے ہیں“ اور نین بوس کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ ”نین ریہرسل شروع کراؤ۔“ پریمائنگر آرتھی کی موجودگی میں محبت کے آنسو کی ریہرسل لگا تار دو مہینے تک چلتی رہی۔ سہگل اپنی اداکاری کا بہترین مظاہرہ کر رہے تھے۔ آرتھی صاحب مطمئن ہو گئے اور فلم کی شوٹنگ کی تاریخ طے کر دی۔ مگر کیرے کے سامنے آتے ہی سہگل گھبرا گئے اور ٹھیک اسی طرح جیسے شملہ کے ٹانگ میں ہوا تھا آرتھی صاحب نے کٹ کہا اور



سہگل کو سمجھایا کہ انھوں نے کیا غلطی کی ہے۔ ”ری ٹیک“ ہوا، مگر اس بار ایک نئی غلطی! آرتھی صاحب نے پھر کٹ کہا، پھر انھیں سمجھایا۔ ”ری ٹیک ہوا“، سات آٹھ ”ری ٹیک“ ہوئے۔ آخر نویں ”ری ٹیک“ پر آرتھی صاحب اپنا توازن کھو بیٹھے اور ”بہت ہو چکا اب اور نہیں“ میں شوٹنگ کینسل کر دوں گا..... کہتے ہوئے اسٹوڈیو سے باہر نکل گئے۔ نین بوس جانتے تھے کہ ایسے موقعوں پر دادا یہی کرتے ہیں اور اب وہ اپنے اوپر قابو پانے کے لیے اسٹوڈیو

سے باہر گئے ہیں۔ سہگل رونے لگے تو نتین بوس نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور کہا رونے سے کچھ نہیں ہوگا۔ جاؤ تم بھی باہر گھوم کر آؤ، تمہارا تناؤ کم ہوگا۔ مگر سہگل نہیں اٹھے اور پتھرائی ہوئی نظروں سے دیکھتے رہے اور نتین بوس کے پاس آکر بولے۔ ”دادا میں ایک دن دکھا دوں گا کہ نیو تھیٹر نے میرا انتخاب کر کے کوئی غلطی نہیں کی۔“

سہگل کی یہ خود اعتمادی تھیٹر کے تمام لوگوں کو متاثر کرتی تھی۔ نتین بوس بولے ”آؤ میرے ساتھ ریہرسل کرو۔“

کچھ دیر ریہرسل کرنے کے بعد نتین بوس نے ڈائریکٹر کو خبر بھجوائی کہ وہ چپ چاپ اندر آجائیں۔ سہگل نتین بوس سے بولے۔ ”دادا، آپ ایک ٹیک ان کے آنے سے پہلے ہی کیوں نہیں لے لیتے؟“



نتین بوس نے ان کی اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا، صرف مسکرائے اور کیمرے کے پیچھے چلے گئے۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ڈائریکٹر صاحب دروازے کے پیچھے سے دیکھ رہے ہیں لیکن سہگل کو اس کا علم نہیں تھا۔ اس بار سہگل سے کوئی چوک نہیں ہوئی اور ڈائریکٹر نے دروازے کے پیچھے سے چلا کر کہا ”اوکے۔ اوکے“ پھر سہگل کے پاس آکر ان کی پیٹھ تھپ تھپائی اور بولے ”ویل ڈن، ویل ڈن۔“



سہگل نے حیران نظروں سے ڈائریکٹر کو دیکھا جیسے انھیں یقین نہ ہو رہا ہو کہ یہ وہی آترتھی صاحب ہیں جو کچھ دیر پہلے ناراض ہو کر باہر چلے گئے تھے۔

آترتھی نفسیات کے ماہر تھے۔ سہگل کی نفسیاتی کیفیت ان سے چھپی نہ تھی۔ اس لیے بولے۔ ”دراصل تمھاری کمزوری احساسِ کمتری ہے اس لیے تم اپنا اعتماد کھو بیٹھتے ہو۔“

فلم کی شوٹنگ شروع ہوئی تو سہگل کے دل میں ایک ڈر پیدا ہوا کہ گھر والوں کو جب پتا چلے گا کہ میں فلموں میں کام کر رہا ہوں تو ناراض ہو جائیں گے۔ اس لیے ان کا فلمی نام کے۔ ایل۔ سہگل رکھا گیا مگر پھر بھی راجا رام شرمانے انھیں پہچان لیا تھا۔ ”ارے یہ تو اپنا کندن ہے۔“

آخر کار 16 جنوری 1932 کو الہ آباد کی شمشیر ٹاکنیز میں ”محبت کے آنسو“ ریلیز ہوئی اور اس کے ساتھ ہی ہندوستانی سینما کے فلک پر ایک ایسا ستارہ چمکا جس نے ہندوستانی سینما کو چکا چوند کر دیا۔

اس فلم میں تقریباً دس گانے تھے مگر آج نہ یہ فلم موجود ہے اور نہ گانوں کی ریکارڈنگ اور نہ اس بات کی

معلومات کہ ان دس گانوں میں سہگل نے کتنے گانے گائے تھے۔ البتہ گانوں کے شروع کے بول اب بھی موجود ہیں اور قیاس کیا جاتا ہے کہ ان دس گانوں میں سے چھ گانے سہگل نے گائے تھے۔ فلم فلاپ ہوئی مگر سہگل کو ان کی آواز اور اداکاری کے دم پر زبردست شہرت ملی۔

(شردت)

معنی یاد کیجیے

|                                                  |   |                 |
|--------------------------------------------------|---|-----------------|
| بنیاد پر                                         | : | بنی             |
| آنا                                              | : | آمد             |
| بہت پرانا، پرانے زمانے کا                        | : | دقیانوسی        |
| ہم کلامی، زبانی سوال و جواب، گفتگو               | : | مکالمہ          |
| چننا، چھاننا                                     | : | انتخاب          |
| گانے والا                                        | : | مغنی            |
| قول و اقرار، عہد و پیمان، اقرارنامہ              | : | معاہدہ          |
| سلوٹ، جھڑی                                       | : | شکلن            |
| جو ذرا سی جھلک دکھا کر غائب ہو جائے، آسیب        | : | چھلاوا          |
| محنت، مشقت                                       | : | ریاض            |
| اپنے آپ پر بھروسہ                                | : | خود اعتمادی     |
| ایسا خیالی پتھر جس کے چھونے سے لوہا سونا بن جائے | : | پارس            |
| ظاہر کرنا                                        | : | مظاہرہ          |
| (انگریزی لفظ) بار بار دہرانا                     | : | ری ٹیک (retake) |
| اعتدال، وزن کا باہم برابر مل جانا                | : | توازن           |

|                    |   |                                                               |
|--------------------|---|---------------------------------------------------------------|
| حوصلہ افزائی       | : | ہمت بڑھانا                                                    |
| پتھرائی ہوئی نظر   | : | صدے بھری اور مایوس نگاہیں                                     |
| تناؤ               | : | کھینچاؤ                                                       |
| ریہرسل             | : | مشق کرنا، دہرانا                                              |
| ویل ڈن (well done) | : | (انگریزی لفظ) بہت اچھا کیا                                    |
| نفسیات             | : | دماغی شعور کا علم، وہ علم جو انسان کی باطنی شخصیت سے متعلق ہو |
| احساس کمتری        | : | چھوٹے ہونے کا احساس                                           |
| قیاس               | : | گمان، اٹکل                                                    |
| فلاپ (flop)        | : | (انگریزی لفظ) بالکل ناکام                                     |

### سوچیے اور بتائیے۔

1. شرت چند چڑجی کے ناول پر بنی پہلی فلم کا کیا نام تھا اور وہ کس زبان میں تھی؟
2. بی۔ این۔ سرکار نے اپنی دوسری فلم کس زبان میں بنائی؟
3. کے۔ ایل۔ سہگل نے اپنی کس خوبی سے سرکار صاحب اور بورال دا کو متاثر کیا؟
4. ماتھے کی شکنیں گہری ہونے سے کیا مراد ہے؟
5. کے۔ ایل۔ سہگل صاحب کو دیکھ کر آرتھی صاحب نے کیا کہا؟
6. آرتھی کی باتوں کا سہگل پر کیا اثر ہوا؟
7. ”موسیقی تو ایک مسلسل سفر ہے بیٹے“ یہ آواز سہگل نے کب محسوس کی؟
8. سہگل میں خود اعتمادی کیسے لوٹی؟
9. آرتھی صاحب سہگل سے کیوں مطمئن ہو گئے؟
10. سہگل کے رونے کی کیا وجہ تھی؟
11. آرتھی کن خوبیوں کے مالک تھے؟
12. کے۔ ایل۔ سہگل کو کس وجہ سے شہرت حاصل ہوئی؟

## صحیح جملوں کے سامنے صحیح (✓) اور غلط کے سامنے غلط (x) کا نشان لگائیے۔

1. کے۔ ایل۔ سہگل کی پہلی فلم کا نام ماں کے آنسو تھا۔ ( )
2. ہیرو کے رول کے لیے مناسب کردار موجود تھا۔ ( )
3. کے۔ ایل۔ سہگل بہت اچھا گاتے تھے۔ ( )
4. کے۔ ایل۔ سہگل ایک تندرست جسم کے مالک تھے۔ ( )
5. سلمان پیر کی بات سے سہگل کو سچ مچ بہت دکھ ہوا۔ ( )

## نیچے لکھے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

دقیانوسی انتخاب مکالمہ پارس توازن حوصلہ افزائی تناؤ

## نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے متضاد لکھیے۔

توازن احساس کمتری موقع مناسب سکون مطمئن اعتماد

## عملی کام

- کے۔ ایل۔ سہگل کی پانچ فلموں کے نام اپنے استاد کی مدد سے لکھیے۔
- کے۔ ایل۔ سہگل نے جو مشہور غزلیں اور بجن گائے ہیں ان کی ایک فہرست بنائیے۔

## پڑھیے اور سمجھیے۔

لڑکا گانا گاتا ہے

لڑکی کھانا کھاتی ہے

کسی اسم کا مذکر (نر) یا مؤنث (مادہ) ہونا جنس کہلاتا ہے۔ مثلاً لڑکا، لڑکی۔

جنس کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

(1) جنس حقیقی (2) جنس غیر حقیقی

ابا کھانا کھا رہے تھے۔

اتناں کپڑے سی رہی تھیں۔

گھوڑا دوڑ رہا تھا۔

اوپر کے جملوں میں ابا، اتناں اور گھوڑا یہ اسما جان دار ہیں۔ جان دار اسما کے مذکر مونث ہونے کو جنس حقیقی کہتے ہیں۔

دن نکل آیا ہے۔

رات ہو گئی ہے۔

وہ دال کھا رہا ہے۔

اوپر کے جملوں میں دن، رات اور دال غیر حقیقی ہیں۔ بے جان اسما کے مذکر و مونث ہونے کو جنس غیر حقیقی کہتے ہیں۔

## غور کرنے کی بات

- ہندستانی فلم انڈسٹری میں بہت سے مشہور گانے والے آئے لیکن سہگل کا نام یادگار ثابت ہوا۔ وہ ایک طرح کی افسانوی شخصیت یا لیجنڈ بن گئے ہیں۔ انھوں نے کئی فلموں میں اداکاری بھی کی لیکن ان کی مقبولیت کا بنیادی سبب ان کی گانگی ہے، انھوں نے غزل، گیت، بھجن سب ہی کچھ گایا ہے۔
- ہندستانی فلمی موسیقی کی تاریخ میں سہگل ایک مستقل عنوان کی حیثیت رکھتے ہیں اور انھیں آج بھی بہت سے لوگ محبت اور عقیدت کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔
- اس سبق میں یہ بتایا گیا ہے کہ سہگل نے ہندی فلم کی دنیا میں کس طرح قدم رکھا اور اپنی خود اعتمادی کے بل بوتے پر کس طرح بہت جلد اپنی جگہ محفوظ کر لی۔
- یہ سبق ہندستانی ماس میڈیا کی معروف شخصیت 'جناب شردوت' کی لکھی ہوئی سہگل کی سوانح عمری سے لیا گیا ہے۔